# رسول اکرم ﷺ کی رفاہی منصوبہ بندی اور عہدِ حاضر میں اس سے استفادہ

* ڈاکٹر محمد سجاد

## ❶ اسلام میں رفاہِ عامہ کی اہمیت

اسلام محض ایک اخلاقی ضابطہ اور چند اصولوں کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس کا عمرانی نظریہ اس قدر وسیع، اس کے اصول اس قدر جامع، عام فہم اور ہمہ گیر ہیں کہ ان کا انطباق ہر موقع و محل پر کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی معاشرہ کے صحت مندانہ قیام کے لئے اسلام نے حریت، مساوات، نفع رسانی اور رواداری کے اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ چونکہ افراد کے مابین تعاون، ہمدردی اور باہمی محبت و خیر خواہی کا جذبہ معاشرہ میں سیاسی استحکام، معاشرتی امن وسکون اور معاشی ترقی کے لئے از حد ضروری ہوتا ہے۔ لہذا اسلام نے باہمی ہمدردی و تعاون اور خیر خواہی کو اعلیٰ انسانی اوصاف کا حصہ بنا دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۝ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ:2)

"نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ و سرکشی میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو"۔

اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حسین امتزاج ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں سے اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید نے ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت کی وعید سنائی ہے جو نماز کو رکوع و سجدہ تک محدود رکھتے ہیں اور انسانیت کو دکھوں سے نجات نہیں دلاتے۔ ارشاد ہوتا ہے:

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ افکارِ تمدن اسلامی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُ وْنَ۔ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ (الماعون:7-4)

"ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں اور جو ریا کاری کرتے ہیں اور اشیاءِ ضرورت کو روکتے ہیں"۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 177، اسلامی عقائد، عبادات، معاشرتی فلاح و بہبود اور رفاہِ عامہ کا عالمگیر چارٹر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ. وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ﴾

"نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کی طرف اپنا منہ کر لو بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائیں، اور اس کی محبت پر اپنا مال عزیزوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں اور گردنیں چھڑانے پر خرچ کریں"

انسانی فلاح و بہبود کے اس چارٹر کے مطابق اصلی نیکی اور بھلائی یہ ہے کہ انسان ایمانیات کے نتیجے میں اپنے مال و دولت کے ساتھ محبت اور رغبت کے باوجود اسے معاشرتی بہبود اور رفاہی کاموں پر خرچ کرے۔ اسلام کے معاشرتی بہبود و رفاہِ عامہ کے نظام اور اسلام کی روحانی اور اخلاقی اقدار میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کی یہ اقدار انسان کو ایثار، قربانی اور بے لوث خدمتِ خلق پر آمادہ کرتی ہیں۔ نتیجتاً وہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر روحانی خوشی محسوس کرتا ہے۔

اسلام آخری اور مکمل دین ہے۔ اس لئے اس نے ہر قسم کے انسانوں کی فطرت کے مطابق ہدایات دی ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے لئے روحانی اور اخلاقی اقدار کے ساتھ ساتھ قانونی اور انتظامی ضابطوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر اسلام میں اخلاقی و قانونی ضابطوں کے درمیان حسین امتزاج پیدا کیا گیا ہے۔ معاشرتی فلاح و بہبود کے بنیادی اصول سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 177 میں بیان ہوئے

ہیں۔ انہی اصولوں کو عہد رسالت ﷺ کے آخر میں قانونی حیثیت دے کر حکومتِ اسلامیہ کی باضابطہ حکمتِ عملی قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ﴾ (التوبہ:60)

''صدقات (زکوٰۃ) تو فقراء، مساکین، کارکنانِ صدقات کا حق ہے اوران لوگوں کا جن کی تالیفِ قلب منظور ہو، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے (قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد میں (یہ مال خرچ کرنا چاہیے)''۔

اس آیت میں ہر قسم کے بے کس، مجبور، محتاج، غریب اور بے سہارا لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں وہ اپنی جامعیت اور استیعاب میں تاریخی عوامل کے تحت ہر زمانے میں رونما ہونے والے فقر و احتیاج اور بے کسی و بیچارگی پر حاوی ہیں۔ ان میں وہ لوگ شامل ہیں جو حاجت مند ہوں، جو معاشی واقتصادی طور پر بالکل تباہ حال ہوں، جو غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہوں اور جو تعلیم وعلاج سے محروم ہوں۔ وہ لوگ جو اپنے ضروری سفر پر قادر نہ ہوں یا دورانِ سفر اس قابل نہ رہے ہوں، ان سب کے لئے رفاہِ عامہ کے نقطۂ نظر سے اسلام نے مستقل نظام کو وضع کر دیا ہے۔ الغرض فقر و مسکنت، رقبت و غرامت اور غربت و مسافرت جیسی مجبوریوں اور معذوریوں کے انسداد کے لئے عہدِ رسالت مآب ﷺ میں جو رفاہی منصوبہ بندی کی گئی، اس کا مختصراً جائزہ پیش خدمت ہے۔

## 2 رسول اکرم ﷺ کی رفاہی منصوبہ بندی

رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ اور خصوصاً آپ ﷺ کے طریق دعوت کے مطالعہ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ دین اسلام کی ہمہ گیر مقبولیت اور سریع الاثری کی اہم وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کی بنیاد انسانی ہمدردی، سماجی بہبود اور خدمت خلق کے پاکیزہ اصولوں پر رکھی۔ عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ معاشی استحصال سے نجات، اعلیٰ اخلاقی قدروں کا فروغ اور معاشرتی بہبود، روزِ اول سے ہی آپ ﷺ کی دعوت کے

مقاصدِ اولیٰ میں شامل تھے۔

رسول اکرم ﷺ قبل از اعلان نبوت مکہ کے ظالمانہ ماحول میں بھی سخت نامساعد حالات کے باوجود مسلسل غرباء وفقراء اور ''محروم ومعدوم'' کی خدمت میں مصروف رہے اور اپنی بساط کے مطابق ان کی امداد واعانت فرماتے رہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے لائحہ عمل اور سیرت وکردار کی جو مستندترین روایت ہم تک پہنچی ہے، اگر مسلمان اسے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنا لیں تو نہ صرف اسلامی دُنیا جنت نظیر بن سکتی ہے بلکہ پوری دُنیا آنحضرت ﷺ کو صحیح معنوں میں رحمتِ دو عالم ﷺ ماننے پر مجبور ہوسکتی ہے۔ آپ ﷺ کی چالیس سالہ قبل از نبوت معاشرتی بہبود اور خدمتِ خلق کی حکمتِ عملی کا تذکرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ غارِ حرا میں تشریف فرما تھے کہ جبرئیل امین آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو وحی ونبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس واقعہ سے متاثر ہوکر آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اپنی حیرت و پریشانی کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ کی حیرت و پریشانی کا ذکر سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی سابقہ زندگی کے حالات پر جو تبصرہ کیا' تاریخ عالم میں سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ اسی سے آپ ﷺ کے رفاہِ عامہ اور خدمتِ خلق کے جذبہ اور حکمتِ عملی کا تذکرہ ملتا ہے۔ بخاری کی کتاب الوحی میں اسے ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

(( قال لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت علىٰ نفسى ۔ فقالت خديجة: كلاَّ واللّٰه ما يخز يك اللّٰه ابدًا ۔ انك لتصل الرحم و تحمل الكلّ وتكسب المَعدوم و تقرى الضيف و تُعين على نوائب الحق)) (1)

''آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو واقعہ کی خبر سنائی اور کہا کہ مجھے گھبراہٹ سی محسوس ہورہی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہرگز نہیں! خدا کی قسم، اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ (ﷺ)

① تعلقات جوڑتے ہیں۔

② ناتواں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

③ جو چیز دوسروں کے پاس نہیں آپ ﷺ انہیں کما کر دیتے ہیں۔

④ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔

⑤ حادثات کے شکار لوگوں کے حقوق دلانے میں مدد کرتے ہیں''۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حکمت و دانائی سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اعزہ و اقارب سے نیک سلوک کرنا، انسانی تعلقات کو استوار کرنا، بے کس و ناتواں کے مسائل و مصائب خود اپنے سر لینا' محروم و معدوم کو خود کما کر دینا، مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا، اور حادثات و مقدمات میں حقدار کو حق دلانے میں مدد دینا عالمگیری رفاہی اصول ہیں۔ انسانیت کی فلاح اور معاشرت و تمدن کی فلاح و بہبود کا انحصار انہی پر ہے۔

الغرض ہم رسول اللہ ﷺ کی ''رفاہی منصوبہ بندی'' کے اقدامات کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

① رفاہی منصوبہ بندی کے لئے فکری و تربیتی اقدامات

② رفاہی منصوبہ بندی کے لئے عملی اقدامات

## ❶ رفاہی منصوبہ بندی کے لئے فکری اور تربیتی اقدامات

ارشادِ نبوی ﷺ ((الدین النصیحة)) کی روشنی میں خیر خواہی دین کی روح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اکثر دعاؤں میں اہل ایمان کو صیغہ جمع استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے تا کہ جو بہتری اور خیر وہ اپنے لئے اپنے رب سے طلب کریں اس میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی شریک کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لا یؤمن احدُکم حتیٰ یحبَّ لا خیه ما یحبُّ لنفسهٖ))(2)

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ کچھ نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے''۔

اسی طرح انسانی تعلقات میں باہمی خیر خواہی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے سرکار دو عالم ﷺ نے معاشرت کا یہ زریں اصول عطا فرمایا کہ:

(( خير الناس من ينفع الناس ))(3)

''بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے''۔

معلوم ہوا کہ انسانی ترقی وکمال کی معراج یہ ہے کہ اس کا وجود معاشرے کے دوسرے افراد کے لئے منفعت بخش اور فیض رساں بن جائے۔ اس کی ذات سے خیر وخوبی کے سوتے پھوٹتے ہوں۔ اس کا علم جہالت کی تاریکیوں میں نور بکھیرتا ہو۔ اس کے جسمانی قویٰ ہر وقت کمزور اور بے سہارا لوگوں کی امداد واعانت پر صرف ہو رہے ہوں۔ اس کی ذہنی صلاحیتوں سے معاشرتی فوز وفلاح کے نت نئے منصوبے جنم لیتے ہوں اور اس کی آنکھیں جذبہ خدمت سے سرشار ہوں اور معذور و مجبور انسانوں کی راہ تک رہی ہوں۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

(( الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من احسن الى عياله )) (4)

''مخلوق خدا کا کنبہ ہے، پس بہترین شخص وہ ہے کہ وہ جو خدا کے کنبے کے ساتھ احسان کرے''

اسوۂ رسول اللہ ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود بالخصوص دکھی، مصیبت زدہ، مفلوک الحال اور مفلس ومحتاج لوگوں کو باعزت زندگی گزارنے کے قابل بنانا اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا آپ ﷺ کی بعثت کے اعلیٰ مقاصد میں شامل تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

(( السّاعی علی الارملة والمسكين كالقائم لا يفتر وكالصائم لا يفطر )) (5)

''بیواؤں اور مسکینوں کی مصیبت کو دور کرنے میں کوشاں شخص اجر وثواب میں اس شخص کے برابر ہے جو ہمیشہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور اس میں وقفہ نہیں کرتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا ہے، افطار نہیں کرتا''۔

امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہما اللہ کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(( الراحمون يرحمهم الرحمان ، ارحموا من فى الارض يرحمكم من فى السماء )) (6)

''جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں رحمٰن ان پر رحم کرتا ہے۔ اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اسلامی حکومت کی ذمہ داری لگا دی ہے کہ وہ رفاہِ عامہ کا فریضہ سرانجام دے اور جو سربراہ مملکت اس فریضہ کی انجام دہی میں غفلت برتے تو اس کا اخروی انجام برا ہوگا آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(( ما من عبدٍ يستر عيه الله رعيته فلم يعطها بنصيحة لم يجد رائحةَ الجنةِ ))(7)

''جس بندہ کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیرخواہی نہ برتی وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا''۔

رفاہِ عامہ کے لئے آپ ﷺ کے ہاں جو تڑپ تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے:

''حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ شروع دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ کچھ لوگ ننگے پاؤں، ننگے جسم، دھاری دار چادریں پہنے اور تلواریں لٹکائے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ لوگ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے اس فقر و فاقہ اور خستہ حالی کو دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا۔ پریشانی میں آپ ﷺ کبھی اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر تشریف لے آتے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے خطبے میں سورۃ النساء کی ابتدائی آیات اور سورۃ الحشر کی آیت نمبر 18 پڑھ کر لوگوں کو اپنے غریب اور حاجت مند بھائیوں پر صدقے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر آدمی چاہے اس کے پاس ایک دینار ہو، ایک درہم ہو، ایک کپڑا ہی ہو، ایک صاع گندم یا کھجور کا ہو، اس میں سے صدقہ کرے۔ حتیٰ کہ جن کے پاس ایک کھجور ہے تو اس کے ٹکڑے سے بھی اپنے بھائیوں کی خدمت کرے۔ آپ ﷺ کا فرمانا تھا کہ لوگ گھروں کو دوڑ کھڑے ہوئے اور حسب توفیق چیزیں لانے لگے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد کپڑوں اور کھانے کے دو ڈھیر لگ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس جذبہ ہمدردی و خدمت خلق کو دیکھ کر اس

سے دوسرے فقراء کی ضرورت پوری ہورہی ہے، آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چمکنے لگا۔

اس روایت کے راوی حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

(( رایتُ وجهَ رسولِ الله ﷺ یتهلّل کانه مذهبة ))(8)

''میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے یوں کھل اُٹھا گویا وہ چمکتا ہوا سونے کا ٹکڑا ہے''۔

آپ ﷺ کی اس فکری و عملی تربیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کو حرز جاں بنایا۔ خلفائے راشدین کا دور رفاہِ عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود کا بے نظیر دور ہے۔ یہ سب کچھ سرکار دو عالم ﷺ کی تربیت کا فیضان تھا۔

## ❷ رفاہی منصوبہ بندی کے لئے عملی اقدامات

عصر حاضر میں رفاہِ عامہ یا معاشرتی فلاح و بہبود ایک عام اصطلاح ہے۔ جدید جمہوری ریاستیں اپنے لئے رفاہی اور فلاح ریاست کا جو تصور پیش کرتی ہیں، ان میں بنی نوع انسان کی خدمت اور رفاہِ عامہ کی سرگرمیوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ رفاہِ عامہ یا معاشرتی فلاح و بہبود، جسے انگلش میں "Social Welfare" کہتے ہیں۔ ''انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا'' کے مطابق اس کے دائرہ عمل میں مندرجہ ذیل انیس امور شامل ہیں:

(1) اقلیتوں کا احترام۔

(2) معذور اور فاتر العقل افراد کی حفاظت۔

(3) عمر رسیدہ اشخاص کی نگہداشت۔

(4) غریبوں اور مسکینوں کی امداد۔

(5) جرائم پیشہ افراد اور اشخاص کی بحالی۔

(6) ایسے مریض میں جو جنسی امراض یا نفسیاتی مسائل کا شکار ہوں ان کا علاج۔

(7) خواتین کے حقوق۔

(8) منشیات کے استعمال کے خلاف اقدامات۔

(9) وہ افراد جو محرومیوں سے مغلوب ہوں ان کی دادرسی۔

(10) خاندان کے افراد کی عیادت کرنا۔

(11) زچہ و بچہ کی بہبود، یتامیٰ کی کفالت۔

(12) نوجوانوں کی بہبود۔

(13) دیہاتوں سے شہروں میں منتقلی کے مسائل۔

(14) ناگہانی حادثات سے بچاؤ۔ تراکیب اور امداد۔

(15) معاشرے کی مجموعی اعتبار سے ترقی

(16) نفسیاتی امراض کی روک تھام۔

(17) تعلیمی میدان میں بہبود۔

(18) مہاجرین کی آبادکاری اور امداد۔

(19) بھکاریوں کے مسئلہ کا حل (9)

مندرجہ بالا امور، جن پر عصر حاضر میں رفاہِ عامہ کی بنیاد قائم ہے، ان کو ہم جب سیرت النبی ﷺ اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رفاہِ عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود کا آغاز آج سے چودہ سو سال قبل ہو گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اخوت و مساوات، تعاون و ہمدردی اور رفاہِ عامہ کے فکری و تربیتی اقدامات کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات فرما کر، ایک فلاحی و رفاہی ریاست کا نظام تشکیل دیا۔ نیز اسی رفاہی منہاج پر خلفائے راشدین نے ایک فلاحی و رفاہی ریاست کا نظام تشکیل دیا۔ جس میں مندرجہ بالا انیس موضوعات سے بڑھ کر موضوعات اور امور شامل تھے، جن میں فقط انسانوں کی فلاح و بہبود ہی نہیں بلکہ حیوانوں کے لئے بھی ایسے اقدامات کئے گئے کہ جس سے حقیقی رفاہی و فلاحی نظام کا پتہ چلتا ہے۔

ذیل میں چند بنیادی امور کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ جس سے رسول اللہ ﷺ کی رفاہی منصوبہ بندی کا عملی نقشہ سامنے آسکے اور عصر حاضر میں اس سے استفادہ کیا جاسکے۔

## i- روزگار کی فراہمی و بحالی کے ادارے

ہر مذہب وملت نے اپنے ماننے والوں کو تلقین کی ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کی مدد کریں۔لیکن اسلام نے اسے بطور خاص اتنی اہمیت دی کہ عبادت کی ادائیگی کو معاملات میں حسن ادائیگی کا ذریعہ قرار دیا۔دراصل فقر وافلاس اور ناداری ومحتاجی انسان کو ذلت ومسکنت کے پست گڑھے میں گرادیتی ہے اور انسان کی انسانیت پر بدنما داغ بن کر اسے ہمیشہ احساس کمتری میں مبتلا رکھتی ہے، جس کی وجہ سے انسان کی تخلیقی صلاحیتیں تباہ ہوجاتی ہیں۔اس لئے جب ایک شخص نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کو کچھ عطا کرنے کی بجائے اس کو باروزگار بنانے کی ترجیح دی۔

امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

> ''انصار میں سے ایک شخص سائل کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے؟ اس نے عرض کیا، ہاں ایک بچھونا ہے، جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ شخص دونوں چیزیں لے کر آ گیا۔رسول اللہ ﷺ نے دونوں چیزیں اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں کون خریدے گا؟ ایک شخص نے کہا میں دونوں چیزیں ایک درہم کے عوض خریدتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کوئی ایک درہم سے زیادہ بولی دیتا ہے؟.................آپ ﷺ نے دو یا تین بار یہ بات دہرائی۔ایک شخص نے کہا کہ میں یہ دونوں چیزیں دو درہم کے عوض لیتا ہوں۔آپ ﷺ نے اسے دونوں چیزیں دو درہم کے عوض دے دیں۔آپ ﷺ نے دو درہم انصاری کے حوالے کئے اور فرمایا کہ ان میں سے ایک کا غلہ خرید کر گھر والوں کو دو اور دوسرے کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔رسول اللہ ﷺ نے کلہاڑا لے کر اس میں دستہ جمایا، نیز ارشاد فرمایا کہ جاؤ لکڑی کاٹو اور بیچو اور میں تمہیں پندرہ دن تک نہ دیکھوں۔وہ شخص چلا گیا۔ لکڑی کاٹتا اور بیچتا رہا اور جب آیا تو دس درہم کما چکا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا ان میں

سے چند درہموں کا غلہ اور چند کے کپڑے خرید لو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ایسا (خود کما کر کھانا) تیرے لئے بہت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ قیامت کے روز اس حال میں آئے کہ تیرا دوسروں سے مانگنا تیرے چہرے پر داغ کی طرح نمایاں ہو'' (10)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزگار کی فراہمی اور بے روزگار افراد کی بحالی سربراہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اور ایسے افراد کے لئے ملازمت کے مواقع پیدا کرنا اور انہیں باروزگار بنانا، دراصل رفاہی وفلاحی کام ہے۔

## ii- یتیموں کی کفالت اور خدمت

وہ کمسن بچہ جو باپ کے سایہ محبت سے محروم ہے، جماعت کے ہر رکن کا فرض ہے کہ اس کو اپنی آغوش محبت میں لے، اس کو پیار کرے، اس کی ہر طرح خدمت کرے، اس کی متروکہ مال و اسباب کی حفاظت کرے، اس کی تعلیم و تربیت کی فکر رکھے اور یتیم لڑکیوں کی حفاظت اور ان کی شادی بیاہ کی مناسب فکر کرے۔ یہ وہ رفاہی احکام ہیں کہ جو مکہ کا یتیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لایا۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

(( انا وكافل اليتيمِ فى الجنةِ هكذا۔ واشار بالسبابته والوسطىٰ وفرج بينهما ))(11)

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے اور آپ ﷺ نے سبابہ انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیانی فرق کی طرف اشارہ فرمایا''۔

آنحضرت ﷺ کی تعلیمات نے عرب کی فطرت بدل دی۔ وہی دل جو بے کس و ناتواں یتیموں کے لئے پتھر سے زیادہ سخت تھے، موم سے زیادہ نرم ہو گئے۔ ہر صحابی کا گھر ایک یتیم خانہ بن گیا۔ ایک ایک یتیم کے لطف و شفقت کے لئے کئی کئی ہاتھ ایک ساتھ بڑھنے لگے۔ جنگِ بدر کے یتیموں کے مقابلہ میں جگر گوشہ رسول ﷺ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا اپنے دعویٰ کو اٹھا لیتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان اور انصار وغیرہ کی یتیم لڑکیوں کو اپنے گھر لے جا کر دل و جان سے پالتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے کہ وہ کسی یتیم بچہ کو ساتھ لئے بغیر کبھی کھانا نہیں کھاتے (12)۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ کے ان پسماندہ افراد کے لئے جو تعلیمات

اور عملی کردار سرکارِ دوعالم ﷺ نے دُنیا کے سامنے پیش کیا، انسانیت کو آج اس اسوۂ حسنہ کی تقلید کی جس قدر ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔

## ❸ حاجت مندوں کی خدمت

ہر انسان خواہ وہ کسی قدر صاحب دولت اور بے نیاز ہو، کسی نہ کسی وقت اس پر ایسی افتاد آن پڑتی ہے کہ اس کو دوسروں کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے رفاہِ عامہ کے لئے انسانی جذبہ کے تحت کسی کی مدد کرنا بڑا نیکی و بھلائی کا کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(( من کان فی حاجة اخیه کان الله فی جاجتهٖ ومن فرج عن مسلم کُربةً فرج الله عنه کربةً مِن کرباتِ یوم القیٰمة ))(13)۔

''جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں کوشاں رہا تو خدا تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا، اور جو کسی مسلمان کی ایک مصیبت دُور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبت دُور کر دے گا''۔

ایک مرتبہ ایک عورت مکہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس کے سر پر اتنا بوجھ تھا کہ وہ بمشکل قدم اُٹھا سکتی تھی۔ لوگ اس کا تمسخر اُڑانے لگے۔ حضور ﷺ کہیں قریب ہی تھے۔ آپ ﷺ عورت کو مشکل میں دیکھ کر فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اُٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

اسی طرح سیرت میں ایک اور واقعہ ملتا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ لوگ اسے گرتے دیکھ کر ہنسنے لگے، لیکن آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو اُٹھایا اور اس کے گھر پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ روزانہ اس عورت کے گھر کھانا لے جاتے تھے۔

ایک دن سرور کائنات ﷺ نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے۔ آپ ﷺ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے لیکن اس کا ظالم آقا اس کو چھٹی نہیں دیتا۔ آپ ﷺ نے اس کو آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا، پھر فرمایا جب تم کو آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو(14)۔

## ❹ صحتِ عامہ کے ادارے

آج کل رفاہِ عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود میں صحتِ عامہ کے اداروں کا بڑا عمل دخل ہے۔ سیرت النبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حفظانِ صحت کے جو اصول وضع کئے اور متعدی امراض کے خلاف جو مدافعتی تدابیر بیان فرمائیں، وہ آج بھی طب جدید کے ماہرین کے لیے حیرت و استعجاب کا باعث ہیں۔ جادوٹونہ، بھوت پریت اور دیگر اوہام باطلہ میں گرفتار معاشرے میں، آپ ﷺ نے سب سے پہلے باقاعدہ علاج معالجہ کی طرح ڈالی۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(( ما انزل اللّٰہ داءً الا انزل لہٗ شفاءً)) (15)

''ایسی کوئی بیماری نہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے دوا پیدا نہ کی ہو''۔

آپ ﷺ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے اور اسے پرہیز کرنے کا حکم دیتے تھے، نیز نادان طبیب کو علاج کرنے سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے۔ اسی طرح معاشرے میں جو اشخاص مسلمانوں کی ہمدردی، دعاؤں اور مدد کے حقدار ہیں، ان میں بیمار بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود بیمار کے ساتھ ہمدردی فرماتے ہوئے چند عبادات میں تخفیف و تاخیر اور کچھ کو ترک کرنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً جہاد، حج وغیرہ۔ بیمار کی مدد کرنا، اس کی عیادت کرنا، یہ بھی رفاہِ عامہ کے کاموں میں سے ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ بیمار کی خدمت کرتے، اس کی عیادت کو جاتے، چاہے کوئی بچہ کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ مریض کے قریب بیٹھ جاتے اور بیمار کو تسلی دیتے اور اس کی ضرورت کو پورا کرتے۔ بخاری شریف میں ہے کہ:

((کان غلام یھودی یخدم النبی ﷺ فمرض فاتاہ النبی ﷺ یعودہ فقعد عند رأسہٖ فقال لہ اَسلِم فنظر الی ابیہ وھو عندہ فقال اطع ابا القاسم فاَسلم فخرج النبیُّ ﷺ وھو یقال الحَمدُ للّٰہِ الذی انقذہ من النار)) (16)

''ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ اس کے سر کے پاس بیٹھے اور فرمایا: مسلمان ہو جاؤ تو وہ اپنے والد کی طرف دیکھنے لگا، تو اس کے والد نے کہا ابوالقاسم کی

بات مان لو۔ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ یہ کہتے وہاں سے نکلے کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اسے جہنم کی آگ سے بچالیا''۔

ایک اور حدیث میں فرمایا:

(( اطَعموا الجائعَ وَعُودوا المريضَ وفكّوا العَانى ))(17)

''بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو اور قیدیوں کو چھڑاؤ''۔

اس حدیث مبارکہ میں بھوکوں کو کھانا کھلانے، بیماروں کی عیادت کے علاوہ مظلوم قیدیوں کی رہائی کے لئے سماجی خدمت اور رفاہِ عامہ کے پروگرام کے تحت ''فری لیگل ایڈ کمیٹیوں'' کے قیام اور حقوق انسانی کے تحفظ اور فلاح کے لئے منظّم جدوجہد کا اشارہ ملتا ہے۔

## ❺ تعلیمی ادارے

عصر حاضر میں رفاہی خدمات کے سلسلے میں سب سے زیادہ زور جہالت کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ پر دیا جاتا ہے۔ تمام عالم انسانیت اس میں کوشاں ہے کہ بنی نوع انسان کو علم کی ضیاء سے منور کیا جائے نیز دُنیا سے جہالت کی تاریکی ختم کی جائے۔ اقوام متحدہ کے ادارے اس سماجی ورفاہی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے وقت جو پہلا اعلان فرمایا وہ ناخواندگی کے خاتمے اور خواندگی کے فروغ کے بارے میں تھا۔ یہ معلّمِ صدق وصفا کی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ عرب کی جاہل اور تہذیب ناآشنا قوم علم کی علمبردار اور علوم وفنون کی بانی بن گئی۔ آپ ﷺ فرمان ہے:

(( طَلَبُ العلِم فريضةٌ علىٰ كُلّ مسلمٍ ))(18)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

(( من خرج فى طَلبِ العلم فهو فى سبيل الله حتى يرجع ))(19)

''جو علم کی راہ میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ لوٹ نہ آئے''۔

تعلیم اور تعلیمی ادارے رفاہِ عامہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جہالت کی تاریکی کو مٹا کر علم کے نور سے

آشنائی انہی سے ہوتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے علم اور تعلیم کو صدقہ جاریہ قرار دیا کہ یہ رفاہِ عامہ کا اہم ذریعہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

(( اِذا مات الانسانُ انقطعَ عنهُ عمَلُه الامن ثلاثةٍ صدقه جارية وعلم يتنفع به واولاد صالح يَدعواله ))(20)

''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے:

- ⊙ صدقہ جاریہ
- ⊙ ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔
- ⊙ نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا کرے''۔

رسول اللہ ﷺ نے اُمتِ مسلمہ کی تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ انتظام کیا۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد سب سے پہلی مسجدِ نبوی ﷺ میں ''صفہ'' کے نام سے دُنیا کی سب سے پہلی اقامتی یونیورسٹی (Residential University) کی بنیاد رکھی۔ مختلف علاقوں میں مقرر والیوں اور گورنروں کے ذمہ یہ لگایا کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں لوگوں کی تعلیم کا انتظام کریں۔

## ❻ مہمان نوازی

مہمان نوازی (Hospitaality) بھی محتاج مسافر کی معاشی کفالت کا ذریعہ ہے۔ مسافر اپنے گھر میں غنی اور بے نیاز ہوسکتا ہے مگر سفر میں اس کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ بالخصوص وہ مسافر جو سفر کی تھکن سے چور ہو جائے، یا اس کا سفر خرچ ختم ہو جائے، اور وہ با آسانی اپنی منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے۔ نبی کریم ﷺ ایسے مسافروں کے لئے بلا تمیز مسلم و کافر، بہت بڑا سہارا تھے۔ آپ ﷺ ان کی مہمان نوازی کر کے ان کی بھوک پیاس دُور کرتے اور آرام مہیا فرما کا ان کی تھکن دُور فرماتے۔

ایک دفعہ ایک کافر مہمان بن کر آیا۔ آپ ﷺ نے ایک بکری کا دودھ اسے پلایا، وہ پی گیا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ پلایا وہ بھی پی گیا۔ غرض آپ ﷺ نے سات بکریوں کا دودھ اسے پلایا اور وہ پی گیا، مگر آپ ﷺ تنگ نہ ہوئے۔ ایک دفعہ غفار قبیلہ کا ایک شخص آ کر آپ ﷺ کا مہمان ٹھہرا۔ اس رائے کا شانہ نبوی ﷺ میں صرف ایک بکری کا دودھ تھا، چنانچہ خانہ نبوی ﷺ کے تمام افراد بھوکے سوئے حالانکہ اس سے پہلی رات بھی فاقہ تھا(21)۔

آپ ﷺ بنفس نفیس راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر مہمانوں کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں مسافرت اور سفر کے لئے ہر قسم کی سہولتیں پیدا کرنا، رفاہِ عامہ کے کاموں میں سے ہے۔صحابہ کرام، خصوصاً خلفائے راشدین کے عہد میں سفر کی مختلف سہولتیں مثلاً سڑکیں، کنویں اور سرائیں بنائی گئیں تا کہ مسافروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور وہ آرام وسکون سے سفر کر سکیں۔

## ❼ امانت اور قرض

امانت (Trust) معاشی رفاہیت (Economic Welfare) کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ بلامعاوضہ لوگوں کی امانتوں کی حفاظت فرمایا کرتے تھے۔آپ ﷺ کی امانت اور دیانت کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے جانی دُشمن بھی آپ ﷺ کی امانت داری کے معترف تھے اور اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھتے تھے۔امانت بھی رفاہِ عامہ کا ایک ادارہ ہے۔جس شخص کے پاس امانت رکھی جارہی ہے اگر وہ امانت دار ہے تو پورا معاشرہ اس پر اعتماد کرے گا۔

قرض اور عاریت کے ذریعے بھی رفاہی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ جولوگ ضرورت مند ہیں، دوسرے لوگ جو مال دار ہیں ان سے مدد طلب کریں اور مالدار افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرض یا عاریت سے رفاہِ عامہ کے نقطہ نظر سے اپنے بھائیوں کی خدمت کریں۔آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(( ینبغی لعبدٍ ان یاتی اخاہ یسأله قرضًا وھو یجدہ فیمنع ))(22)

''کسی بندہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کا بھائی اس سے قرض مانگنے آئے اور وہ اس کو دینے کی گنجائش رکھتا ہو، پھر وہ اس سے انکار کر دے''۔

## ❽ اسلامی ریاست ایک رفاہی ادارہ

اسلامی ریاست ایک ایسی ریاست ہے جو کہ تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ بلاتخصیص رنگ ونسل، زبان وعلاقہ تمام انسانوں کی بھلائی وخیر خواہی کرے۔اور یہ کہ اسلامی حکومت دستوراور اخلاقاً دونوں طرح اپنے شہریوں کی فلاح و بہبود کے علاوہ بنیادی ضروریاتِ زندگی کی

ضمانت دینے کی پابند ہے۔ اسلامی ریاست کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ رفاہِ عامہ اور کفالتِ عامہ کی ذمہ داری لیتی ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی بحیثیتِ سربراہ مملکتِ اسلامیہ کے لئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

(( انا اول بالمومنین من انفسهم فمن توفیٰ وعلیه دین فعلیّ قضائه ومن ترك مال فلِوَر ثته ))(24)

''میں مسلمانوں کے لئے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں، لہذا جو شخص مر جائے اور قرضہ چھوڑ جائے، اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہوگا''۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ شریعت نے اسلامی ریاست کو اپنے تمام شہریوں کا ولی (سرپرست) قرار دیا ہے۔ سرپرستی کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ان افراد کی بنیادی ضروریات کے علاوہ رفاہِ عامہ کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔ ارشاد ہوتا ہے:

(( اللّٰه ورسُوله' مولیٰ مَن لا مولیٰ له )) (24)

''اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کے سرپرست ہیں جس کا کوئی ولی (سرپرست) نہ ہو''۔

ایک دوسرے ارشادِ گرامی میں فرمایا کہ:

(( السّلطان ولُّی مَن لا ولی له ))(25)

'سلطان (سربراہ حکومت) اس کا سرپرست اور ذمہ دار ہے جس کا کوئی سرپرست نہ ہو'

عہدِ نبوی ﷺ میں ''اوقاف'' بھی بیت المال کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ تھا۔ ''وقف'' سے مراد وہ اشیاء منقولہ یا غیر منقولہ ہیں جو ذاتی ملکیت سے نکال کر ''فی سبیل اللہ'' دے دی جائیں۔ اسلام کے معاشی نظام نے اس کے اجراء اور توسیع کے لئے بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ حضور ﷺ کے ارشادات سے ''وقف'' کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام عمل ختم ہو جاتے ہیں، مگر تین مستثنیٰ ہیں، ایک صدقہ جاریہ، دوسرا علم نافع، تیسرا نیک اولاد، جو اس کے لئے ہر وقت دُعا کرتی ہے''(26)

اوقاف کی آمدن سے رفاہِ عامہ کے کاموں میں مدد لی جاتی ہے۔ بے سہارا یتیم لڑکیوں کی شادہ بیاہ کا بندوبست کیا جاتا اور ایسے افراد جو شادی کی مالی استطاعت نہ رکھتے ہوں، ان کی مدد کی جاتی۔ اپاہجوں اور معذوروں کی معاشی کفالت کرنے، غریب مریضوں کا علاج کرانے، مقروض لوگوں کے قرض ادا کرنے میں اوقاف کی آمدنی استعمال ہوتی تھی۔

الغرض سرورِ کائنات ﷺ، رحمتِ مجسم ﷺ کی سیرت طیبہ کا اعجاز ہے کہ انسانی ہمدردی اور خدمتِ خلق سے متعلق آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ پوری تہذیب انسانی کی توجہ کا مرکز ہے۔ موجودہ دَور میں تمام اقوام عالم آپ ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں سماجی بہبود اور رفاہِ عامہ کے منصوبے تشکیل دینے پر مجبور ہیں۔ جدید ریاستوں نے تدریجاً ایک فلاحی و رفاہی تصور پیدا کیا۔ مگر تاریخ دان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ فلاحی و رفاہی ریاست تشکیل دینے والے اور اس کو روبہ عمل لانے والے پہلے مدبر محسن انسانیت، رحمتِ مجسم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔

## عہدِ حاضر میں رفاہی منصوبہ بندی کی ضرورت

رفاہ عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود کا مطلب، اجتماعی مسائل اور کوششوں کو اس طرح بروئے کار لانا ہے کہ سب کی زندگی کی بنیادی ضرورتیں پورے ہوئے بغیر نہ رہیں۔ کوئی بے خانہ و بے خانماں نہ رہے۔ حالت مرض میں مریض کو محروم دوا نہ رہ جائے۔ جہالت، ذہن و دل کی تاریک ہے۔ اجتماعی کوششوں سے اسے ضیائے علم سے دور کیا جائے اور کوئی بلا وجہ شمع علم و عرفان سے محروم نہ رہنے دیا جائے۔

خدمتِ خلق و رفاہِ عامہ کا مروجہ تصور انیسویں صدی عیسوی کے بدلتے ہوئے حالات کی پیداوار ہے۔ یہی تصور آج کے بیشتر ترقی یافتہ ممالک میں مختلف صورتوں میں اور مختلف ضابطوں کی صورت میں نظر آتا ہے۔ آج کی دُنیا انسان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے لاتعداد پروگرام وضع کئے گئے ہیں۔ بین الاقوامی ادارے (U.N.O) کا نعرہ یہ ہے کہ سارے عالم سے بھوک، جہالت، بیماری کو ختم کر دیا جائے۔ اس ادارے کی بے شمار شاخیں انسانیت کی فلاح کے لئے کام کر رہی ہیں۔ جدید جمہوری ریاستیں اپنے لئے فلاحی و رفاہی ریاست کے نام سے موسوم ہونا پسند کرتی ہیں۔ نیز حقوق انسانی کے تحفظ اور ان کی ادائیگی کو فرض

قرار دیتی ہیں۔ نظام سرمایہ داری اور نظام اشتراکیت نے بھی رفاہی نظام کو اپنانے کی کوششیں کیں، مگر ان کا یہ رفاہی نظام محدود طبقے تک محدود رہا۔ نظام سرمایہ داری کے ہاں فلاحی و رفاہی تصور امراء تک محدود رہا جب کہ نظام سوشلزم نے کسی حد تک رفاہی نظام کو کامیاب بنانے کی کوشش کی مگر ان کے ہاں یہ نظام انسانیت کے لئے اس قدر مہنگا ثابت ہوا کہ انسانیت سے اس کا فطری حق ''حق ملکیت'' چھین لیا گیا۔ بہر حال دونوں نظام اپنے ہاں رفاہی و فلاحی تصور کے دعویدار ہیں۔

رفاہِ عامہ اور خدمتِ خلق کا تصور تعلیمی سطح پر ایک باقاعدہ سائنس کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ سماجی خدمات کا شعبہ دُنیا بھر کے ممالک میں ایک اہم ریاستی ذمہ داری کے طور پر کام کر رہا ہے۔ عہدِ حاضر میں جب کہ ایک طرف سائنسی و تیکنیکی علوم میں حیرت انگیز ترقی کے سبب صنعت و زراعت اور تجارت کو بے حد فروغ حاصل ہوا ہے، اس قدر رفاہی نظام اور رفاہی ادارے کام کر رہے ہیں اور دوسری طرف بے کاری اور بے روزگاری، فقر و فاقہ، بے چینی، بدامنی اور اضطراب میں بھی اسی نسبت سے اضافہ ہوا ہے۔ اس صورت حال نے بے شمار معاشرتی، اقتصادی، تہذیبی اور ثقافتی و تمدنی مسائل کو جنم دیا ہے۔ اس صورت نت نئے مسائل کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔ یورپ کے صنعتی انقلاب کے بعد شہر بڑی بڑی صنعتوں کے مرکز بنتے چلے گئے اور دیہاتی آبادی ذرائع روزگار کی تلاش میں دیہاتوں سے شہروں میں منتقل ہوتی چلی گئی۔ آبادی کی یہ نقل مکانی اس وسیع پیمانے پر ہوئی کہ شہر ہر قسم کے مسائل کی آماجگاہ بن گئے۔ رہائش، خوراک، لباس، ٹرانسپورٹ، تعلیم اور علاج کے لاتعداد مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی طرح مغرب کے بعد جب مشرق نے بھی صنعتی میدان میں قدم رکھا تو یہاں بھی یہی صورتحال پیدا ہو گئی۔ ان حالات میں فلاح عامہ کے لئے ایسے اداروں کی ضرورت میں اضافہ ہوا ہے کہ ان مسائل کو حل کیا جائے۔ فلاح عامہ کے لئے رفاہِ عامہ کے ادارے تشکیل دیئے گئے کہ انسانیت کی تعمیر میں مددگار ثابت ہوں۔

آج جب کہ پوری دُنیا، غربت و افلاس، جہالت و جاہلیت اور بدامنی و عدم سکون کا شکار ہے، مادیت کا غلبہ ہے جب کہ روحانیت مفقود ہے، ایسے حالات میں سماجی خدمت اور رفاہِ عامہ کی بدولت انسانیت کی فلاح کے لئے کوشش کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ چنانچہ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ایسا نظام تشکیل دیا جائے جس سے انسانیت کی تعمیر ہوتی ہو۔ اس موقع پر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ:

''سرمایہ دارانہ نظام عام رفاہیت کا صرف خواب دکھاتا ہے، سوشلزم اس کی تعبیر بتانے کی کوشش کرتا ہے، جب کہ اسلام اس کی عملی شکل پیش کرتا ہے''۔

# حواشی وتعلیقات

(1) بخاری ، کتاب الوحی ، باب کیف کان بد ء الوحی۔ رقم حدیث :3

(2) بخاری ، کتاب الایمان ، باب ای الاسلام افضل۔رقم حدیث :12

(3) مشکوٰة ، کتاب الاداب۔وکنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال 128/16

(4) مشکوٰة ، کتاب الاداب ، باب الشفقه و رحمة علی الخلق 613/2 و طبرانی ، المعجم الأوسط حدیث:5541

(5) بخاری ، کتاب الأدب باب السّاعی علی المسکین رقم حدیث :5548

(6) الترمذی ، ابواب البروالصله ' باب ما جاء فی رحمه و کفاله 106/8 ۔

(7) مشکوٰة ، کتاب الاداب ، باب الشفقه و رحمة علی الخلق 613/2 ۔
بخاری ، کتاب الاحکام ، باب من استر علی رعیة فلم ینصح ۔

(8) مسلم ، کتاب الزکاة ، باب الحث علی الصدقه 327/1 ۔

(9) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، مطبع لندن، 421/29۔

10) سنن ابی دائود ، کتاب الزکاة ، باب ما یحوز فیه المسألة۔

(11) بخاری ، کتاب الآداب ، باب فضل من یعول یتیما.

(12) سید سلیمان ندوی ''سیرت النبی ﷺ'' ادارہ اسلامیات لاہور، 1982ء، 249/6۔

(13) بخاری ، کتاب المظالم والغصب ، باب لا یظلم المسلم المسلم

(14) ساجد الرحمٰن صاحبزادہ' پیغمبر اخلاق، ادارۂ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد، ص120۔

(!5) بخاری ، کتاب الطب ، باب ما انزل اللّٰہ داء الاانزل اللّٰہ شفاء۔

(16) بخاری ، کتاب الجنائز ، باب عیادۃ المشرک۔

(17) بخاری، کتاب الأطعمۃ باب قول اللّٰہ تعالیٰ کلوا من طیبات............

(18) ترمذی ، کتاب العلم عن رسول اللّٰہ باب فضل طلب العلم۔

(19) سنن ابن ماجہ ، المقدمہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم

(20) مسلم ، کتاب الوصایا ، باب ما یلحق الانسان من الشواب بعد وفاتہ 73/5

(21) احمد بن حنبل ، مسند ، 397/6 ۔

(22) طبرانی ، المعجم الکبیر 279/7 رقم حدیث :7878

(23) بخاری ، کتاب النفقات ، باب قول النبی ﷺ من ترک کلا اوضیاعا..................

(24) ترمذی ، ابواب الفرائض، باب ما جاء فی میراث المال

(25) ترمذی ، ابواب النکاح ، باب ما جاء لا نکاح الابولّیٍ

(26) مسلم ، کتاب الوصایا ، باب ما یلحق الانسان من الشواب بعد وفاتہ 73/5

# جزیہ: (مفہوم صغار کا جائزہ)

* ڈاکٹر شاہ معین الدین ہاشمی

اسلام نے جزیہ کو وسیلۂ تذلیل کے طور پر نہیں بلکہ اصلاح حال اور رحمت کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ دراصل یہ بنی نوع انسان کی خدمت اور حفاظت کی خاطر کیے گئے ان اقدام کا حصہ ہے جن سے دیگر مذاہب کے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے معاشرے اور اسلامی سلطنت میں امن و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

بعض معاصر مصنفین نے غیر مسلموں کے لیے جزیہ کی ادائیگی کو دوسری نظر سے دیکھا اور جزیہ کو ان (غیر مسلموں) کے لئے تذلیل و سزا کا باعث قرار دیا ہے۔ انہوں نے قرآن کی آیت ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾(1) میں مسئلہ صغار کو موضوع خاص بنایا اور بعض فقہاء کے اصل انداز فکر کی بجائے ان کی آراء کے کسی حصہ کو لے کر غلط نتائج اخذ کیے۔ بعض دیگر علماء نے مسئلہ صغار میں یہ تشریح کی کہ یہ حالات کے ساتھ مطابقت کے حوالہ سے ہے اور دراصل یہ اُن غیر مسلموں کے لیے مخصوص رویہ اور سزا ہے جو کہ مسلمانوں کے خلاف ہمہ وقت سازش میں مصروف عمل ہوں جارح و جنگجو ہوں اور اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ ارشاد فرمایا کہ: ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ (2) ''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں''۔ اور ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً﴾ (3) ''اور مشرکین سے تم سب مل کر لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں''۔

اس تعبیر و تشریح سے انکار نہیں لیکن جزیہ کو اہل ذمہ کی اہانت اور ذلت کا باعث سمجھنا بھی درست نہیں نیز یہ

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ حدیث و سیرت، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔